www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عبدالرحمن عزیزالہ آبادی☆

تحقیق و تنقید

سانحہ کربلا اور غزوۂ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

زیر نظر مضمون میں واقعہ کربلا میں افراط و تفریط کا ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے غزوۂ قسطنطنیہ میں امارت کے مسئلہ پر تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعہ "کربلا" کے بارے میں حقیقت پر مبنی بعض پہلوؤں کی نشاندہی کر کے حقیقی صورتحال اور صحیح تاثر اُجاگر کرنا مقصود ہے..... وما توفیقی الا باللہ

(۱) حضرت حسنؓ کی امیر معاویہؓ سے مصالحت اور بیعت اور کوفیوں کی حضرت حسینؓ کو ورغلانے کی کوشش:

حضرت حسنؓ نے جب اپنے حواریوں سے تنگ آکر حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر کے بیعت خلافت کی تو سبائیوں کو انتہائی ناگوار گزرا، ان کی برابر کوشش یہی تھی کہ صلح نہ ہونے پائے چنانچہ سبائی لیڈر حجر بن عدی نے حضرت حسنؓ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو حضرت حسنؓ نے اسے بڑی سختی سے ڈانٹا تو اس نے حضرت حسینؓ سے رابطہ کیا تو حضرت حسین نے فرمایا کہ

إنا قد بايعنا وعاهدنا ولا سبيل إلى نقض بيعتنا (اخبار الطوال، ص ۲۳۴)

"بلاشبہ ہم نے بیعت کی اور معاہدہ کیا ہے اور اب اس معاہدہ کو توڑنے کا کوئی امکان نہیں"

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنی تازہ تصنیف میں اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ......

"حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے اتفاق رائے نہ رکھتے تھے بلکہ اس پر لڑائی میں چلنے پر زور دیا تو حضرت حسنؓ نے منع کیا اور ڈرایا کہ اگر میری اطاعت نہ کی تو بیڑیاں پہنا دی جائیں گی۔" (علی وبنوہ، ص ۲۰۳)

نیز الإمامة والسياسة کے مؤلف نے لکھا ہے کہ (ص ۱۷۳)

"حضرت حسینؓ نے کوفی لیڈر سلیمان بن صرد کو یہ جواب دیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں خاموشی سے بیٹھا رہے، جب تک معاویہ زندہ ہے کیونکہ واللہ میں نے اس کی بالکراہت بیعت کی ہے" ......"فإن هلك معاوية نظرنا و نظرتم ورأينا ورأيتم"

حضرت حسنؓ کی وفات کی خبر سن کر کوفیوں نے پھر حضرت حسینؓ کو ورغلانے کی کوشش کی اور جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب نے حضرت حسینؓ کو خط لکھا جس میں مرقوم تھا کہ......

☆ خطیب جامع مسجد اہل حدیث ...... تیل خانوالہ پتوکی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"فإن كنت تحب أن تطلب هذا الامر فاقدم علينا فقد وطئنا أنفسنا معك"

"اگر آپ کو خلافت کی طلب ہے تو ہمارے پاس تشریف لائیے، ہم نے اپنی جانوں کو آپ کے ساتھ مرنے پر وقف کر دیا ہے" (اخبار الطوال، ص ۲۳۵)

حضرت حسینؓ نے جواباً لکھا کہ

"تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو جب تک معاویہ زندہ ہے کوئی حرکت نہ کرو، جب ان کا وقت آگیا اور میں زندہ رہا تو اپنی رائے سے مطلع کر دوں گا...... ایضاً"

(۲) حضرت امیر معاویہؓ کی وفات اور امیر یزید کی تخت نشینی

چنانچہ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو حضرت امیر معاویہؓ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اور امیر یزید تخت نشین ہوا تو والیٔ مدینہ حضرت ولید بن عقبہ بن ابی سفیان نے حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے مہلت مانگی، جونہی مہلت ملی تو دونوں نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ رستہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ تو حضرت حسینؓ اور ابن زبیرؓ نے کہا کہ "موت معاوية و بيعة يزيد" تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ

"اتقيا الله ولا تفرقا جماعة المسلمين"

"تم دونوں اللہ سے ڈرو اور جماعت المسلمین میں تفرقہ نہ ڈالو۔" (طبری، ص ۱۹۱/۶)

لیکن حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ واپس نہ ہوئے اور حضرت ابن عمرؓ مدینہ منورہ چلے گئے اور حضرت ولید بن عقبہ کے پاس جاکر بیعت کی اور تادمِ آخر اسی پر قائم رہے [1] (طبری ص ۱۲۶)

یہی مضمون بتغیر الفاظ، تاریخ ابن خلدون، ص ۱۷/۵ کتاب ثانی، تاریخ اسلام از صادق حسین، ص ۴۰ ج ۲، تاریخ بنوامیہ ص ۳۶، پر موجود ہے۔ طالب تفصیل کو کتب مذکورہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

(۳) اہل کوفہ کے خطوط اور حضرت مسلمؒ بن عقیل کی سوئے کوفہ روانگی

جب اہل کوفہ کو آپ کے مکہ مکرمہ تشریف لانے کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں

(۱) امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ مدینہ والوں نے جب یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی اولاد اور ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ہر غدار کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق یزید کی بیعت کی ہے اور میں اس سے بڑی اور کوئی غداری نہیں سمجھتا کہ ہم اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق ایک آدمی کی بیعت کریں اور پھر اس سے لڑائی شروع کر دیں اور جس آدمی نے بھی یزید کی بیعت کر کے توڑ دی، اس کا اور میرا فیصلہ ہو گا۔ (بخاری: کتاب الفتن)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قاصد اور خطوط بھیجے کہ نواحی کوفہ لہلہا رہے ہیں، میوے پختہ ہو چکے ہیں، چشمے چھلک رہے ہیں، آپ کا جب جی چاہے آیئے آپ کا لشکر یہاں تیار موجود ہے (جلاء العیون ص ۴۳۱/۵، طبری ص ۱۷۷/۲، شہیدِ انسانیت ص ۲۵۱)

اور آخری خطوط کوفہ کے بڑے بڑے سرداروں کی جانب سے تھے جن میں سے، سلیمان بن صرد، شیث بن ابی یزید، عزرہ بن قرن، عمر بن حجاج زیدی، عمر بن تمیمی، حبیب بن نجد، رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر قابل ذکر ہیں۔ (جلاء العیون باب ۵/ ص ۴۳۰، طبری ۱۷۷/۲) اور خطوط کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز تھی۔ (ناسخ التواریخ، ۱۳۱/۳)

حضرت حسینؓ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر کوفہ جانے کا پروگرام بنا لیا مگر کوفہ کے حالات سے بے خبر تھے، آپ نے اپنے چچازاد برادر حضرت مسلم بن عقیلؒ کو روانہ کیا تاکہ کوفہ کے حالات بچشم خود ملاحظہ فرما کر مطلع کریں۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو لوگوں نے حضرت حسینؓ کی مخالفت کے لئے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور قسمیں کھائیں کہ ''اس کام میں ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ اپنی جانوں اور مالوں سے بھی گریز نہیں کریں گے۔''

چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں کہ

''فبايعوه على أمر الحسين وحلفوا لينصرنه بأنفسهم و أموالهم''

چنانچہ انہوں نے حضرت حسین کی امارت کی بیعت کی اور قسمیں کھائیں کہ وہ لازماً اپنی جانوں اور مالوں سے ان کی مدد کریں گے۔'' (البدایہ والنھایہ ص ۱۵۲/ جلد ۸)

(۴) حضرت مسلم بن عقیل کا خط

حضرت مسلم بن عقیل نے حضرت حسینؓ کو لکھا کہ

''قد بايعني من أهل الكوفة ثمانية عشر ألفا فعجّل الإقبال حين يأتيك كتابي فان الناس كلهم معك وليس لهم من آل معاوية رأى فلا هوى''

''اہل کوفہ سے اٹھارہ ہزار اشخاص نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے لہٰذا جب میرا خط آپ کے پاس پہنچے تو جلدی آنے کی کوشش کیجئے کیونکہ اہل کوفہ کو آلِ معاویہ کے ساتھ کوئی سروکار نہیں۔'' (طبری ص ۲۲۱، ج ۴)

(۵) اہل کوفہ کی بغاوت اور گورنر کوفہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی تقریر

جب گورنرِ کوفہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کو اہل کوفہ کی ان سرگرمیوں کا علم ہوا تو اس نے لوگوں کو اختلاف و فساد سے باز رکھنے کے لئے پرجوش تقریر کی، فرمایا ''کہ لوگو! فتنہ و فساد سے بچو، اتفاق و اتحاد اور

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سنت کی پیروی کرو، جو مجھ سے نہ لڑے، میں اس سے نہیں لڑوں گا لیکن ......

"والله الذي لا إله الا هو لئن فارقتم إمامكم و نكثتم بيعته لأقاتلنكم مادام في يدي سيفي قائمة" (البدایہ والنھایہ، ص ۱۵۲ج۸)

"اور اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں، اگر تم نے اپنے امام سے بغاوت کی اور اس کی بیعت توڑ ڈالی تو میں تم سے تب تک جنگ کروں گا جب تک میرے ہاتھ میں میری تلوار موجود ہے"

مگر حضرت نعمان بن بشیرؓ حالات پر قابو نہ پاسکے۔

(۶) نئے گورنر کا تقرر

ان حالات کا جب یزید کو علم ہوا تو اس نے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کے حالات درست کرنے کے لئے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی گورنری بھی سونپ دی، اس نے عہدے کا چارج لیتے ہی کوفہ کی جامع مسجد میں تقریر کی:

حمد و صلوٰۃ کے بعد امیر المؤمنین یزید (اللہ تعالیٰ ان کی بھتری کرے) نے تمہارے شہر اور سرحدی حدود کا مجھے والی مقرر کیا ہے۔ وأمرني بانصاف مظلومكم وإعطاء محرومكم وبالاحسان إلى سامعكم و مطيعكم و بالشدة على مرميكم وعاصيكم، وأنا متبع فيكم أمره و منفذ فيكم عهده فأنا لمحسنكم ومطيعكم كالوالد البر وسوطي و سيفي على من ترك أمري وخالف عهدي فليتق امرأ على نفسه...... الخ"

"اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے مظلوموں سے انصاف کروں اور محروموں کو عطا کروں، جو شخص بات سنے اور اطاعت کرے، ان پر احسان کروں اور جو دھوکہ باز، نافرمان ہو، اس پر تشدد کروں۔ تم لوگوں کے معاملہ میں، میں اُن کے فرمان کو نافذ کروں گا، تم میں سے جو اچھے کردار کا، مطیع وفرماں بردار ہے میں اس کے ساتھ مہربان باپ کی طرح پیش آؤں گا، اور جو میرا کہانہ مانے اور میرے فرمان کی بجا آوری نہیں کرے گا، اس کے لئے میرا تازیانہ اور میری تلوار موجود ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنی جان کی خیر منائے، بات چیت سچی ہو کر سامنے آئے تو پتہ چلتا ہے محض دھمکی سے کچھ نہیں ہوتا" (طبری ۶/۲۰۱)

(۷) حضرت مسلمؓ کا قصرِ امارت پر حملہ

اس کے بعد ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کے میزبان ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا تو حضرت مسلم نے ہانی کو قید سے چھڑانے اور ابن زیاد کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے بیعت کنندگان کو جمع کیا اور فوجی قاعدہ کے مطابق ترتیب دیا چنانچہ چالیس ہزار کا لشکر قصر امارت کی طرف بڑھا اور قصر شاہی کا محاصرہ کیا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ابن زیاد گورنرِ کوفہ، بمعہ رفقاءِ مجلس، ممتاز اہل کوفہ اور پولیس اہلکار (جن کی تعداد دو صد کے قریب تھی) محصور ہوگئے۔ (اخبار الطّوال، ص ۲۵۲)

انہی راویوں کا بیان ہے کہ ابن زیاد کی فرمائش پر اشرافِ اہل کوفہ نے (جو قصر شاہی میں موجود تھے) اپنے ساتھیوں کو (جو حضرت مسلم کے لشکر میں شامل ہو کر قصر امارت کا اِحاطہ کئے ہوئے تھے) فتنہ وفساد کے نتائج بد سے ڈرایا اور کہا: اے کوفہ والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور فتنہ وفساد کو نہ بھڑکاؤ، اور اُمت کے اتحاد واتفاق کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو، اور اپنی جانوں پر شام کی فوج کو حملہ آور ہونے کے لئے مت آنے دو، جس کا ذائقہ تم چکھ چکے ہو۔ (اخبار الطّوال، ص ۲۵۲)

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ قصر امارت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، انہی کے قریبی رشتہ دار اور دوست واحباب آ آ کر اُن کو ہٹانے اور واپس لے جانے لگے، "حتي تجيئ المرأة إلى ابنها و زوجها و أخيها فتعلق حتي يرجع" (حوالہ مذکور)

(۸) حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت اور وصیت

الغرض چالیس ہزار کی فوجی جمعیت چند ساعتوں میں ایسی منتشر ہوئی کہ حضرت مسلم اکیلے رہ گئے اور ایک عورت کے گھر پناہ لی۔ مخبری ہونے پر جب پولیس گرفتار کرنے کے لئے گئی تو حضرت مسلم بن عقیل تلوار سونت کر میدان میں آگئے، بالآخر گرفتار کئے گئے، گورنرِ کوفہ اور رفقاءِ گورنر پر تلوار چلانے، قصر امارت پر لشکر کشی کرنے اور پولیس پر شمشیر زنی کرنے کی پاداش میں قتل کئے گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون

قتل کئے جانے سے قبل انہوں نے حضرت عمر بن سعد بن ابی وقاصؓ کو بوجہِ قرابت وصیت کی کہ

(۱) ایک ہزار دینار مجھ پر قرض ہے، ادا کرنا، (۲) میری لاش کی تدفین کرنا،
(۳) حضرت حسینؓ کو قاصد بھیج کر تمام حالات سے مطلع کرنا اور کہلوا دینا کہ یہاں آنے کا قصد نہ کریں کیونکہ اہل کوفہ بڑے غدار ہیں۔ (اخبار الطّوال، ص ۲۵۴)

عمر بن سعد نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کی وصیتوں کی پوری پوری تعمیل کی، چنانچہ علامہ ابن کثیر رقم فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد نے حضرت حسینؓ کو حضرت مسلم کا پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کی بلکہ عمر بن سعد کو مکمل اجازت دے دی۔ (البدایہ والنھایہ، ص ۱۵۷/ جلد ۸)

(۹) حضرت حسینؓ کی بجانبِ کوفہ تیاری

جب حضرت حسینؓ کو حضرت مسلم بن عقیل کا خط ملا تو آپؓ نے کوفہ کے لئے تیاری شروع

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کر دی جب آپ کے ہمدردوں، بزرگوں، عزیزوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت حسینؓ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کے نتیجہ میں بجائے اتحادِ اُمت کے امت میں تفرقہ پڑے بعض ثقہ مورخین نے ان کی نصیحتوں کے فقرات بھی نقل کیے ہیں...... ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت ابو سعید الخدریؓ: "غلبني الحسين على الخروج وقلت له: اتق الله في نفسك والزم بيتك ولا تخرج على إمامك" (البدایہ والنھایہ ص ۱۶۳، جلد ۸)

"مجھے حضرت حسین نے اصرار کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ نکلوں، جب کہ میں نے انہیں کہا کہ اللہ سے اپنے بارے میں ڈریئے، اپنے گھر میں ہی ٹھہریئے اور اپنے امام کے خلاف نہ نکلیں"

☆ حضرت ابو واقد لیثیؓ: "فناشدته الله أن لايخرج فإنه يخرج في غير وجه خروج إنما خرج يقتل نفسه" (حوالہ مذکور)

"میں نے انہیں اللہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ خروج نہ کریں، اس لئے کہ جو بغیر وجہ کے خروج کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو قتل کرتا ہے"

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ:

"كلّمت حُسينا فقلت له اتق الله ولا تضرب الناس بعضَهم ببُعض"

"میں نے حسینؓ سے کہا: اللہ سے ڈریں اور لوگوں کو آپس میں نہ لڑائیں" (حوالہ مذکور)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ: "قسم ہے اس وحدہ لاشریک کی کہ اگر میں سمجھتا کہ تمہارے بال اور گردن پکڑ کر روک لوں۔ کہ تم میرا کہنا مان جاؤ گے تو میں ایسا ہی کرتا" (طبری ۶/۲۱۷)

تو حضرت حسینؓ نے جواب دیا کہ "إنك شيخ قد كبرت" "آپ سٹھیا گئے ہیں" (البدایہ والنھایہ ۸/ ۱۶۴)

لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اُمت کے مفاد، بھتیجے کی محبت، اُن کی اور ان کے اہل و عیال کی سلامتی کا خیال پریشان کئے ہوئے تھا، مجبوراً کہا: اے میرے بھتیجے!

"فإن كنت سائرا فلا تسر بأولادك ونسائك فو الله إني لخائف أن تقتل كما قتل عثمان ونسله وولده ينظرون إليه" (البدایہ والنھایہ ص ۸/ ۱۶۰، طبری ص ۶/ ۲۱۷)

"اگر آپ کو ضرور ہی جانا ہے تو اپنی خواتین اور بچوں کو ہمراہ نہ لے جایئے، بخدا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ کو اس طرح شہید کر دیا جائے جس طرح حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا اور آپ کی عورتیں اور بچے آپ کو دیکھ رہے تھے"

ان سب سے بڑھ کر حضرت حسینؓ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے متعدد بار روکا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جب حضرت حسینؓ نہ رکے تو اس نے حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ زینب کو طلاق دے دی اور اپنا اکلوتا بیٹا علی الزینبی ان سے چھین لیا لیکن حضرت حسینؓ، عزیز و اَقارب، اَجلہ صحابہؓ اور دیگر ہمدردوں کے پندو نصائح، ہمشیرہ کی طلاق اور دیگر امور کے باوجود بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور عازمِ کوفہ ہوئے۔

(۱۰) ابن زیاد کے نام یزید کا حکم نامہ

جب حضرت حسینؓ کی کوفہ روانگی کا علم یزید کو پہنچا تو اس نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا:

"حمد وصلوٰۃ کے بعد ...... مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسینؓ عراق کی طرف روانہ ہوچکے ہیں، سرحدی چوکیوں پر نگران مقرر کرو، جن سے بدگمانی ہو اُنہیں حراست میں لو، جن پر تہمت ہو، انہیں گرفتار کرلو"...... "غير أن لا تقتل إلا من قاتلك و اكتب إلي في كل ما يحدث من خبر، والسلام" یعنی "جو خود تجھ سے جنگ نہ کرے، اس سے تم بھی جنگ نہ کرنا اور جو واقعہ پیش آئے، اس کا حال لکھنا...... والسلام" (طبری ۲۱۵/۶، البدایہ ۱۶۵/۸)

بلکہ ناسخ التواریخ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ایک خط مروان کی طرف سے بھی ابن زیاد کو موصول ہوا جس میں مرقوم تھا کہ

"أما بعد فإن الحسين بن على قد توجه إليك وهو الحسين ابن فاطمة و فاطمة بنت رسول اللهﷺ وتالله ما أحد يسلمه الله أحب الينا من الحسين فإياك أن تهيج على نفسك ما لا يسده شيئ و لاتنساه العامة ولا تدع ذكره آخر الدهر، والسلام (البدایہ والنھایہ ص ۱۶۵/۸) ناسخ التواریخ مطبوعہ ایران ۱۳۰۹ھ

"امابعد تمہیں معلوم ہے کہ حسین بن علی تمہاری طرف روانہ ہوچکے ہیں (یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ) حسین فاطمہ کے بیٹے ہیں اور فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے۔ خدا کی قسم حسین سے زیادہ (اللہ انہیں سلامت رکھے) کوئی شخص بھی ہم کو محبوب نہیں، خبردار ایسا نہ ہو کہ نفس کے ہیجان میں کوئی ایسا کام کر بیٹھو جس کے برے نتائج کو اُمت فراموش نہ کرسکے۔ اور رہتی دنیا تک اس کا ذکر نہ بھولے اور قیامت تک اس کا تذکرہ ہوتا رہے (ملاحظہ ہو شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر کاشانی کی مشہور تالیف ناسخ التواریخ: کتاب دوم ص ۲۱۲/۶)

(۱۱) اہل کوفہ کے نام حضرت حسینؓ کا خط

حضرت حسینؓ ۸/ذوالحجہ ۶۰ھ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے جب آپ بارہ منزلیں طے کرکے مقام الحاجر پہنچے تو آپؓ نے قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا کہ

"بسم الله الرحمن الرحيم من الحسين ابن على لإخوانه من المؤمنين والمسلمين سلام عليكم فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد فإن

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

كتاب مسلم جاء نی يخبرني فيه بحق رأيكم......الخ"

"میرے پاس مسلم کا خط پہنچ چکا ہے جس میں انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم لوگ میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہو اور ہماری نصرت اور حق کے طلب کرنے پر متفق ہو۔ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد برلائے اور تم لوگوں کو اس پر اجر عظیم دے...... جب میرا قاصد پہنچے تو تم لوگ اپنے کام میں کوشش کرو۔ کیونکہ میں انہی دنوں میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (طبری ص ۲/ ۲۲۳، البدایہ والنھایہ ص ۸/ ۱۶۸)

(۱۲) شہادتِ مسلم کی خبر حضرت حسینؓ کو ملی تو برادرانِ مسلم جوشِ انتقام میں آ گئے

جب آپ اکیس منازل طے کر کے یکم محرم الحرام ۶۱ھ کو زُبالہ کے مقام پر پہنچے تو آپ کو عمر بن سعد اور محمد بن اشعث کا پیغام ملا کہ حضرت مسلم شہید ہو چکے ہیں، آپ واپس لوٹ جائیں۔ (اخبار الطوال ص ۳۱۰) ...... مرزا محمد تقی سپہر کاشانی رقم طراز ہیں کہ

"حضرت حسینؓ نے فرزندانِ عقیل کی جانب نظر ڈال کر کہا: اب رائے کیا ہے؟ انہوں نے کہا: واللہ ہم سے جو کچھ بن پڑے گا، ہم اُن کے خون کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے یا ہر وہ شربت ہم بھی نوش کریں گے جو انہوں نے نوش کیا۔ آنحضرت (حسینؓ) نے فرمایا کہ ان لوگوں کے بعد ہم کو بھی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔ (ناسخ التواریخ، کتاب دوم ص ۳۱۶، جلد ۶)

طبریؒ نے لکھا ہے کہ "شہادتِ مسلم کی خبر سنتے ہی برادرانِ مسلم جوشِ انتقام میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔" (طبری ص ۶/ ۲۲۶)

اور البدایہ والنھایہ میں ہے کہ

"إن بني عقيل قالوا والله لا نرجع حتى ندرك ثأرنا أونذوق ما ذاق أخونا" (البدایہ ص ۸/ ۱۶۹، طبری ۶/ ۲۲۵)

"عقیلؓ کے بیٹوں (مسلم کے بھائیوں) نے کہا: ہم اس وقت واپس نہ جائیں گے جب تک ہم انتقام نہ لے لیں یا ہم بھی اس موت کا مزہ چکھ لیں جو ہمارے بھائی نے چکھا"

خلاصۃ المصائب کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ نے ایک مبسوط خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ

"من أحب منكم الانصراف فلينصرف في غير حرج ليس عليه زمام" (خلاصۃ المصائب، مطبوعہ نولکشور ص ۵۶)

"جو تم میں سے واپس جانا چاہے، تو وہ چلا جائے، اس پر کوئی حرج نہیں"

اور خود بھی حضرت حسینؓ نے واپسی کا ارادہ کر لیا جیسا کہ ایک شیعہ مؤرخ نے رقم کیا ہے کہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"واتصل به خبر مسلم في الطريق فأراد الرجوع فامتنع بنو عقيل من ذلك" (عمدة الطالب في انساب آل ابي طالب، مطبوعہ لکھنؤ، طبع اوّل ص۱۷۹)

"رستے میں مسلم کے قتل کی خبر ملی تو حضرت حسینؓ نے واپسی کا ارادہ کیا، لیکن عقیلؓ کے بیٹوں نے واپس جانے سے انکار کردیا"

مگر بُرا ہو اُن حواریوں کا جو حضرت حسینؓ پر ظاہراً جان قربان کرنے کے مدعی تھے مگر باطناً وہ حضرت حسینؓ کے خون کے پیاسے تھے، اس ارادہ کی تبدیلی پر انہوں نے کہا کہ

"إنك والله ما أنت مثل مسلم بن عقيل ولو قدمت الكوفة لكان الناس إليك أسرع" (طبری ص ۶/۲۲۵)

"واللہ آپ کی کیا بات ہے، کہاں مسلم اور کہاں آپ؟ آپ کوفہ میں قدم رکھیں گے تو سب لوگ آپ کی طرف دوڑیں گے"

حضرت حسینؓ نے اپنے سفر کا پھر آغاز کیا جب آپ قادسیہ کے قریب پہنچے تو حر بن یزید تمیمی سے ملاقات ہوئی تو حر بن یزید نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟

تو آپؓ نے فرمایا: "اس (کوفہ) شہر کو جا رہا ہوں"

تو حر نے کہا: "خدارا، واپس لوٹ جایئے، وہاں آپ کے لئے کسی بھتری کی امید نہیں۔" اس پر آپ نے پھر واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ "واللہ ہم اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے جب تک ہم اپنا انتقام نہ لے لیں یا ہم سب قتل نہ کردئے جائیں"

تو آپؓ نے فرمایا: تمہارے بعد ہمیں بھی زندگی کا کوئی لطف نہیں" یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو ابن زیاد کے لشکر کا ہراول دستہ سامنے آگیا تو آپ کربلا کی طرف پلٹ گئے۔ (طبری ص ۶/۲۲۰)

(۱۳) کوفہ کی بجائے شام کی طرف روانگی اور مقامِ کربلا پر رکاوٹ

عمدۃ الطالب کے مؤلف نے لکھا ہے کہ

حضرت حسینؓ نے واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا مگر فرزندانِ عقیل مانع ہوئے جب کوفہ کے قریب گئے تو حر بن یزید الریاحی سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ اس نے کوفہ لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے منع کیا اور ملک شام کی طرف مڑ گئے تاکہ یزید بن معاویہ کے پاس چلے جائیں لیکن جب آپ کربلا پہنچے تو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا اور کوفہ لے جانے اور ابن زیاد کا حکم ماننے کے لئے کہا گیا تو آپ نے اس سے انکار کردیا اور ملک شام جانا پسند کیا (عمدۃ الطالب، طبع اول، لکھنؤ، ص۱۷۹)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جب آپ کو مقام کربلا پر روکا گیا تو آپ نے کوفہ کے گورنر کے افسروں کے سامنے تین شرطیں پیش کیں:

(۱) مجھے چھوڑ دو، میں واپس چلا جاؤں،

(۲) ممالک اسلامیہ کی حد پر چلا جاؤں،

(۳) مجھے براہ راست یزید بن معاویہ کے پاس جانے دو۔

(طبری طبع بیروت، ص ۳/۲۳۵، ناسخ التواریخ ص ۱۷۵)

شریف المرتضی المتوفی ۴۳۶ھ رقم فرماتے ہیں کہ

"رُوي أنه عليه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا مني، أمّا الرجوع إلى مكان الذي أقبلت منه أو أن أضع يدي في يد يزيد وهو ابن عمي فيرى في رأيه وأما أسير إلى ثغر من ثغور المسلمين فأكون رجلا من أهله" (کتاب الشافی شریف المرتضی المتوفی ۴۳۶ھ، ص ۴۷۱)

یعنی حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد کے سامنے تین شرطیں پیش کیں: (۱) یعنی میں جہاں سے آیا، واپس چلا جاؤں، (۲) براہِ راست یزید کے پاس جانے دو، وہ میرا چچازاد بھائی ہے، وہ میرے متعلق خود اپنی رائے قائم کرے گا، (۳) یا مسلمانوں کی سرحد پر چلا جاؤں اور وہاں کا باشندہ بن جاؤں۔"

نیز الإمامة والسياسة کے مؤلف نے بھی "أن أضع يدي في يد يزيد" کا تذکرہ کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے البدایہ ص ۸/۱۷۰، طبری طبع بیروت ۳/۲۳۵، اصابہ طبع مصر ص ۱/۳۳۴، ابن اثیر طبع بیروت ص ۳/۲۸۳، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ص ۳۲۵، جلد ۴ و ص ۳۳۷، جلد ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۴) حضرت حسینؓ کا اپنے موقف سے رجوع

حضرت حسینؓ کی تیسری شرط کی منظوری سے متعلق جو تحریر امیر لشکر حضرت عمر بن سعد نے گورنرِ کوفہ کو ارسال کی تھی، ناسخ التواریخ کے مؤلف نے اس کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے کہ

"أو يأتي أمير المؤمنين يزيد بن معاوية فيضع يده في يده فيما بينه و بينه فيرى رأيه و في هذا لك رضى وللأمة صلاح"

"یا وہ امیر المؤمنین یزید بن معاویہؓ کے پاس چلے جائیں اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیں اس معاملے میں جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا فیصلہ کرے گا، اس میں تیری رضامندی اور امت کی بہبود ہے" (ناسخ التواریخ، کتاب دوم طبع ایران، ص ۲۳۷)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بہر حال حضرت حسینؓ کی پاکیزگی، سرشت اور طہارتِ طینت تھی کہ انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔ یہ وہ چیز تھی جو اکابر علما اور عقلا کے نزدیک حضرت حسینؓ کو ان احادیث کی زد سے بچا لے گئی جن احادیث میں امارتِ قائمہ میں خروج کرنے والے کو واجبُ القتل قرار دیا گیا ہے، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ رقم فرماتے ہیں کہ (منہاج السنۃ ص ۲/۲۵۶)

"صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت ہوا ہے کہ "تمہارا نظم مملکت کسی ایک شخص کی سربراہی میں قائم ہو جائے تو اس وقت جو بھی جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے اس کی گردن تلوار سے اڑا دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔" لیکن حضرت حسینؓ اس روایت کی زد میں نہیں آتے، کیونکہ انہیں تو اس وقت شہید کیا گیا جب انہوں نے اپنے موقف سے دست برداری دے کر یہ چاہا تھا کہ "یا تو مجھے اپنے شہر واپس لوٹ جانے دو، یا کسی سرحدی چوکی پر جانے دو، یا یزید کے پاس بھیج دو تاکہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ حضرت حسینؓ خروج اور طلبِ خلافت کا خیال چھوڑ کر داخل فی الجماعۃ ہو گئے تھے، اور تفریق سے رجوع فرما لیا تھا، لہٰذا حریف پر لازم تھا کہ ان میں سے کوئی بات تسلیم کرتا اور قتل نہ کرتا، یہ باتیں تو ایسی تھیں کہ اگر ایک معمولی آدمی بھی ان کا مطالبہ کرتا تو منظور کر لینا چاہئے تھا، تو حضرت حسینؓ جیسے معظم انسان کا مطالبہ کیوں نہ منظور کیا گیا؟ اور حضرت حسینؓ سے کمتر آدمی بھی ایسے مطالبہ کے بعد اس کا مستحق نہ تھا کہ اس کی راہ روکی جائے چہ جائیکہ اُسے قید یا قتل کیا جائے......
یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت حسینؓ مظلوم قتل کئے گئے اور یقیناً شہید ہوئے...... رضی اللہ عنہ"

نیز طبریؒ نے زہیر بن قیس کے اس وقت کے الفاظ نقل کئے ہیں جس وقت ان کا راستہ روکا جا رہا تھا اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ

"فخلوا بين هذا الرجل وبين ابن عمه يزيد بن معاوية فلعمري أن يزيد ليرضى من طاعتكم بدون قتل الحسين" (طبری ص ۲۴۳، جلد ۶)

"حضرت حسینؓ کو اس کے چچازاد بھائی یزید کے پاس جانے دو اس کا رستہ مت روکو، میری جان کی قسم، یزید تمہاری اطاعت گزاری سے قتل حسینؓ کے بغیر بھی راضی رہیں گے۔"

(۱۵) جملہ معترضہ

یہی تیسری بات ہی مبنی بر حقیقت تھی کیونکہ حضرت حسینؓ نے جن اُمیروں کے سہارے کوفہ کا سفر اختیار کیا تھا وہ اُمیدیں ایک ایک کر کے دم توڑ چکی تھیں اور آپ کی فہم و فراست جو کوفیوں کے خطوط کی بھرمار میں دب کر رہ گئی تھی، تبدیلی حالات سے اب پھر اُبھر کے سامنے آ چکی تھی، مگر گیا وقت ہاتھ آتا نہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دراصل فوج کا مطالبہ ہتھیاروں کی سپردگی کا اس بنا پر تھا کہ آپ کو بحفاظت دمشق پہنچایا جائے اور آئینی تقاضہ بھی یہی تھا مگر آپ کو بھی اس بات کا اندیشہ تھا کہ مکہ سے جو کوفی ہمراہ آئے ہیں وہ کوئی نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ آپ وہ خطوط یزید کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اگر وہ خطوط یزید کے سامنے پیش کیے جاتے تو یہ خطوط بھیجنے والے مجرم گردانے جاتے۔ یہی تکرار بالآخر جنگ وجدل کی صورت اختیار کر گئی اور کوفیوں کی یہی گستاخی حضرت حسینؓ کا ہاتھ تلوار کے قبضے تک پہنچنے کا سبب بنی۔ کوفی بدکردار حضرت حسینؓ کے مقام سے کب آشنا تھے، انہوں نے ہلہ بول دیا اور حضرت حسینؓ بمعہ چند اقربا شہید کر دیے گئے...... اناللہ وانا الیہ راجعون

(۱۶) شہادتِ حسینؓ کا یزید پر اثر اور قاتل سے سلوک

شہادتِ حسینؓ کی خبر جب یزید تک پہنچی تو اسے بڑا دکھ ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ "بيده منديل يمسح دموعه" اُس کے ہاتھ میں رومال تھا جس سے وہ اپنے آنسو پونچھتا تھا، (مزید تفصیل کے لیے خلاصۃ المصائب ص ۲۹۲ تا ۲۹۴ دیکھیے) اور جب شمر حضرت حسینؓ کا سر مبارک دربارِ یزید میں پیش کرتا اور یہ رجز پڑھتا ہے کہ

أفلا ركابي فضة وذهبا
قتلت خير الخلق أما وأبا

"کاش میرے پائے رکاب سونے چاندی کے ہوتے، میں نے ماں اور باپ ہر دو لحاظ سے اعلیٰ ترین شخصیت کو قتل کیا ہے"

تو یزید انتہائی غصے کی حالت میں کہتا ہے...... (خلاصۃ المصائب ص ۳۰۴)

"خدا تیرے رکاب کو آگ سے بھر دے تیرے لیے بربادی ہو جب تجھے معلوم تھا کہ حسین خیر الخلق ہے پھر تو نے اسے قتل کیوں کیا؟ میری آنکھوں سے دور ہو جا"

بلکہ ناسخ التواریخ میں ہے کہ یزید نے شمر کو کہا کہ "میری طرف سے تجھے کوئی انعام نہیں ملے گا" یہ سن کر شمر خائب وخاسر واپس ہوا اور اسی طرح وہ دین ودنیا سے بے نصیب رہا (ناسخ التواریخ ص ۲۶۹) نیز اسی کتاب کے ص ۲۷۸ پر ہے کہ یزید نے کہا:

"خدا اس کو غارت کرے جس نے حسینؓ کو قتل کیا"

طراز مذہب مظفری میں ہے کہ یزید نے کہا کہ "خدا ابن زیاد کو غارت کرے اس نے حسین کو قتل کیا اور مجھے دونوں جہاں میں رسوا کیا۔" (ص ۴۵۶)

(۱۷) شہادتِ حسینؓ کے بعد محمد بن حنفیہؒ کی یزید سے ملاقات

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

واقعہ شہادتِ حسینؓ کے عرصہ بعد جب حضرت محمد بن حنفیہ دمشق تشریف لائے تو یزید نے ان کے ساتھ اسی طرح اظہارِ تاسف کیا اور تعزیت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر یزید نے محمد بن حنفیہؒ کو ملاقات کے لیے بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان سے کہا کہ

"حسین کی موت پر خدا مجھے اور تمہیں اجر عطا فرمائے۔ بخدا حسین کا نقصان جتنا بھاری تمہارے لیے ہے، اتنا ہی میری لیے بھی ہے اور ان کی موت سے جتنی اذیت تمہیں ہوئی ہے، اتنی ہی مجھے بھی ہوئی ہے۔ اگر ان کا معاملہ میرے ہاتھ میں سپرد ہوتا اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر اور اپنی آنکھیں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ دونوں کو اُن کے لیے قربان کر دیتا" تو محمد بن حنفیہؒ نے کہا: "خدا تمہارا بھلا کرے اور حسینؓ پر رحم فرمائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے یہ معلوم کر کے مجھے مسرت ہوئی ہے کہ ہمارا نقصان، تمہارا نقصان، ہماری محرومی، تمہاری محرومی ہے! حسینؓ اس بات کے مستحق نہیں کہ تم اُن کو برا بھلا کہو اور ان کی مذمت کرو۔ امیر المؤمنین میں درخواست کرتا ہوں کہ حسین کے بارہ میں کوئی ایسی بات نہ کیجئے جو مجھے ناگوار ہو۔" تو یزید نے کہا: "میرے چچیرے بھائی! میں حسینؓ کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جس سے تمہارا دل دُکھے" (انساب الاشراف از بلاذری، ج ۳)

(۱۸) واقعہ کربلا اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ (۵۰۵ھ)

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم دیا تھا، یا اس پر رضامندی کا اظہار کیا تھا، وہ شخص پرلے درجہ کا احمق ہے۔ اکابر، وزراء اور سلاطین میں سے جو جو اپنے اپنے زمانہ میں قتل ہوئے اگر کوئی شخص ان کی یہ حقیقت معلوم کرنا چاہے کہ قتل کا حکم کس نے دیا تھا؟ کون اس پر راضی تھا؟ اور کس نے اس کو ناپسند کیا؟ تو وہ اس پر قادر نہ ہوگا کہ اس کی تہہ تک پہنچ سکے اگرچہ یہ قتل اس کے پڑوس میں اس کے زمانہ میں، اور اس کی موجودگی میں ہی کیوں نہ ہوا ہو تو اس واقعہ تک کیونکر رسائی ہو سکتی ہے جو دور دراز شہروں، اور قدیم میں گزرا ہو پس کیونکر اس واقعہ کی حقیقت کا پتہ چل سکتا ہے جس پر چار سو برس کی طویل مدت، بعید مقام میں گزر ہو چکی ہو۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں شدید تعصب کی راہ اختیار کی گئی اس وجہ سے اس واقعہ کے بارہ میں مختلف گروہوں کی طرف سے بکثرت روایتیں مروی ہیں پس یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی حقیقت کا ہرگز پتہ نہیں چل سکتا اور حقیقت تعصب کے پردوں میں روپوش ہے تو پھر ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے جہاں حسن ظن کے قرائن ممکن ہوں......الخ

(وفیات الاعیان لابن خلکان بذیل ترجمہ الکیا الہراسی ص ۴۶۰)

آپ ابو حامد الغزالیؒ ۵۰۵ھ کے آخری فقرہ فھذا الامر لایعلم حقیقتہ أصلا پر غور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فرمائیں جو انہوں نے آج سے نو سو برس پہلے سپردِ قلم کیا تھا، جب کہ اس وقت بھی واقعہ کی صورتِ کا ذبہ کی تصویر کشی کے لیے وضعی روایات کا انبار موجود تھا۔

(۱۸) واقعہ کربلا سے متعلق ایک شیعہ مؤرخ کے تاثرات

واقعہ کربلا سے متعلق ایک مشہور شیعہ مؤرخ جناب شاکر حسین امروہی کے تاثرات بھی ملاحظہ فرمائیں...... فرماتے ہیں کہ

"صدہا باتیں طبع زاد تراشی گئیں۔ واقعات کی تدوین عرصہ دارز کے بعد ہوئی۔ رفتہ رفتہ اختلافات کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سے علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا ابو مِخْنَف لوط بن یحییٰ ازدی کربلا میں خود موجود نہ تھا، اس لیے یہ سب واقعات انہوں نے سماعی لکھے ہیں لہٰذا مقتل ابو مِخْنَف پر پورا وثوق نہیں۔ پھر لطف یہ کہ مقتل ابو مِخْنَف کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف البیان ہیں اور ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود ابو مخنف واقعات کو جمع کرنے والا نہیں بلکہ کسی اور شخص نے ان کے بیان کردہ سماعی واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ مختصر یہ کہ شہادتِ امام حسینؓ کے متعلق تمام واقعات ابتدا سے انتہا تک اس قدر اختلاف سے پر ہیں کہ اگر ان کو فرداً فرداً بیان کیا جائے تو کوئی ضخیم دفتر فراہم ہو جائیں...... اکثر واقعات مثلاً: اہل بیت پر تین شبانہ روز پانی کا بند رہنا، فوج مخالف کا لاکھوں کی تعداد میں ہونا، شمر کا سینہ مطہر پر بیٹھ کر سر جدا کرنا، آپ کی لاشِ مقدس سے کپڑوں تک کا اتار لینا، نعش مبارک کا سم اسپاں کئے جانا، سراوقات اہل بیت کی غارت گری، نبی زادیوں کی چادریں تک چھین کر رعب جمانا وغیرہ وغیرہ...... بہت ہی مشہور اور زبان زد خاص وعام ہیں حالانکہ ان میں سے بعض غلط، بعض مشکوک، بعض ضعیف، بعض مبالغہ آمیز اور بعض من گھڑت ہیں۔ (مجاہد اعظم ص ۷۸ امؤلف جناب شاکر حسین امروہی)

دوسرے مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ:

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعض واقعات جو نہایت مشہور اور سینکڑوں برس سے سُنّیوں اور شیعوں میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں، سرے سے بے بنیاد اور بے اصل ہیں ہم اس کو بھی مانتے ہیں کہ طبقہ علماء کے بڑے ارکین مفسرین ہو یا محدثین، مؤرخین یا دوسرے مصنّفین، متقدمین ہو یا متاخرین ان کو یکے بعد دیگرے بلا سوچے سمجھے نقل کرتے آئے ہیں۔ اور ان کی صحت وغیر صحت کو معیار اصول پر نہیں جانچا۔ اس تساہل و تسامح کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلط اور بے بنیاد قصے عوام تو عوام خواص کے اذہان و قلوب میں ایسے راسخ اور استوار ہو گئے کہ اب ان کا انکار گویا کہ بدیہیات کا انکار ہے۔ (مجاہد اعظم از شاکر حسین امروہی: ص ۱۶۴)

محترم قارئین! اب سانحہ کربلا کی تصویر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ذرا سے بات تھی اندیشہ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے یونہی زیب داستان کے لیے

کی مصداق بن گئی اللہ کریم تمام مسلمانوں کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱۹) سالارِ فوج مغفور لھم کون تھا ؟

سیدنا ابو بکرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان (حضرت معاویہؓ کے بھائی)، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، حضرت خالدؓ بن ولید اور دیگر امراء کو جہادِ شام پر متعین کیا۔ انہوں نے شام وفلسطین وغیرہ کو فتح کیا اور رومیوں کو عبرتناک شکستیں دیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا گیا انہوں نے دورِ فاروقیؓ اور دورِ عثمانیؓ میں رومیوں کو بری وبحری شکستیں دیں لیکن مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر ابھی تک پیش قدمی نہیں کی گئی تھی، اور شجاعانِ عرب، رومی نصرانیت کے صدر مقام قسطنطنیہ کے فتح کرنے کا خیال اس وقت سے دل میں بٹھائے ہوئے تھے جب سے انہوں نے ملک شام کو فتح کیا۔

چنانچہ حاضر العالم الإسلامی ص ۲۱۴ پر مرقوم ہے کہ

"إن العرب منذ فتحوا الشام فكروا فى فتح القسطنطنية لأنها كانت لذلك العهد عاصمة النصرانية وكان الإسلام لو فتحها غَلَبَ على شمالى أوربا بلا نزاع"

"شجاعانِ عرب شام کو فتح کرنے کے وقت سے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کی فکر میں تھے کیونکہ اس دور میں قسطنطنیہ نصرانیت کا دار الخلافہ تھا اور اگر قسطنطنیہ فتح ہو جاتا تو اسلام بلا نزاع شمالی یورپ میں غلبہ حاصل کر لیتا"

لیکن صفین کی خانہ جنگی نے حضرت امیر معاویہؓ کی رومی نصرانیت کے خلاف سرگرمیوں کو ملتوی کر دیا۔ ۴۱ھ میں جب حضرت امیر معاویہؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو متعدد سالوں کی جدوجہد سے انہوں نے جہازوں کا بیڑا تیار کیا، یہ سب سے پہلا جنگی بیڑا تھا، ۴۹ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے جہادِ قسطنطنیہ کے لئے بری وبحری حملوں کا انتظام کیا۔ فوج میں شامی عرب بالخصوص بنو کلب اور ان کے علاوہ حجازی اور قریشی غازیوں کا دستہ بھی تھا، اور اس میں صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی تھی۔ اس فوج کے سپہ سالار یزید بن معاویہ تھے، یہ وہی پہلا لشکر تھا جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا جس کی بشارت سید الانبیاء ﷺ نے بایں الفاظ دی تھی کہ

أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفورلهم" (صحیح بخاری، ص ۴۱۰/۱)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہ میری امت کی پہلی فوج جو مدینۂ قیصر پر جہاد کرے گی، اُن کے لئے مغفرت ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ فتح الباری میں رقم طراز ہیں کہ

"قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة لأنه أول من غزا البحر وولده یزید لانه من غزا مدینة قیصر" (فتح الباری، مطبوعہ مصر وریاض، ص ۱۰۲، جلد ۶)

"اس حدیث کے بارے میں (محدث) مہلب ؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث حضرت امیر معاویہؓ کی منقبت میں ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کا آغاز کیا اور اس کے فرزند یزید کی منقبت میں ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔"

علامہ قسطلانی ؒ شارحِ بخاری مدینة قیصر کی تشریح فرماتے ہیں کہ

"اس سے مراد رومی سلطنت کا صدر مقام قسطنطنیہ ہے اور صحیح بخاری زیرِ حدیث أول جیش...... الخ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ کان أول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة ومعه جماعة من الصحابة کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وأبی أیوب الأنصاري رضی الله عنهم أجمعین (صحیح بخاری ص ۱/۴۱۰، اصح المطابع ۱۳۵۷ھ)

"مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر سب سے پہلے حملہ کرنے والے یزید بن معاویہ تھے اور ان کے ساتھ صحابہؓ کی ایک جماعت تھی: جیسے ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابو ایوب انصاریؓ"

اور قسطلانی میں ہے کہ (قسطلانی طبع بیروت، ص ۱۰۴ جلد ۵)

واستدل به المهلب علی ثبوت خلافة یزید وأنه من أهل الجنة

"اس سے محدث مہلب ؒ نے یزید کی خلافت پر استدلال کیا ہے اور یہ کہ وہ اہل جنت میں سے ہے"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ رقم طراز ہیں کہ

وقد ثبت فی صحیح البخاری عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال أول جیش یغزوا القسطنطنیة مغفور لهم وأول جیش غزاها کان امیرهم یزید والجیش عدد معین لا مطلق وشمول المغفرة لأحاد هذا الجیش أقوی...... ویقال أن یزید انما غزا القسطنطنیة لأجل ذلك هذا الحدیث...... الخ

"صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کو جہاد کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ پہلا لشکر جس نے اس کے خلاف جہاد کیا، اس کا امیر یزید تھا۔ لشکر کی تعداد معین ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود، اور مغفرت میں لشکر کے ایک ایک آدمی کا شامل ہونا زیادہ قوی بات ہے...... بعض لوگوں نے یہ بات بھی کہی ہے کہ یزید کے قسطنطنیہ پر جہاد میں جانے کی غرض بھی نبی اکرم کا یہی فرمان ہے۔" (تفصیل کے لئے منهاج السنة النبویة

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

في نقض كلام الشيعة والقدرية مطبوعہ ۱۳۹۶ھ ص ۲،۲۵۲/۲۴۲، المنتقى من منہاج اعتدال فی نقض کلام الرفض والاعتزال مطبوعہ ۱۳۷۶ھ ص ۲۹۰ ملاحظہ فرمائیں۔)

دوسرے مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ

"جب یزید نے اپنے باپ معاویہؓ کے زمانے میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو اس کی فوج میں حضرت ابوایوب انصاریؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شریک تھے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی فوج تھی جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلی فوج میری امت کی جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گی وہ مغفور ہوگی۔"

(حسین ویزید مطبوعہ کلکتہ ص ۲۸، منہاج السنہ مطبوعہ مصر ص ۲۴۵، ج ۲)

ایک اور مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ

"أول جيش يغزوا القسطنطنية مغفورله وأول جيش غزاها كان أميرهم يزيد بن معاوية وكان معه أبوأيوب الأنصاري و توفي هناك و قبره هناك الآن"

(منہاج السنہ، مطبوعہ ۱۳۹۶ھ، ص ۲/۲۴۵-۲۵۲، فتاویٰ شیخ الاسلام مطبوعہ ۱۳۸۱ھ، ص ۳/۴۱۴، ۴/۴۷۵، ۴/۴۸۶، البدایہ والنہایہ مطبوعہ ۱۳۹۸ھ، ص ۶/۲۲۳، ص ۵۹، ص ۸۱، ص ۲۲۹ جلد ۸)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ

"فإنه كان أمير ذلك الجيش بالاتفاق"

کہ وہ متفقہ طور پر اس لشکر کا امیر تھا" (فتح الباری مطبوعہ ۱۳۰۵ھ، ص ۹۲، جلد ۱۱)

مشہور شیعہ مؤرخ المسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف میں لکھا ہے کہ

وقد حاصر القسطنطنية-في الاسلام من هذا العدوة ثلاثه امرآء: آبائهم ملوك و خلفاء، أولهم يزيد بن معاوية بن أبى سفيان، والثانى مسلمة بن عبدالملك بن مروان والثالث هارون الرشيد بن المهدي

(التنبیہ والاشراف مطبوعہ لندن ۱۸۹۴ء، ص ۱۴۰)

یعنی "اسلامی دور میں اس ساحل بحر سے چل کر تین امرائے جیوش اسلام نے (جن کے آباؤ واجداد خلیفہ و بادشاہ تھے) قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا: سب سے اول یزید بن معاویہ بن ابی سفیان، دوسرے مسلمہ بن عبدالمالک بن مروان اور تیسرے ہارون الرشید مہدی تھے۔"

ان حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ جس حدیث میں قسطنطنیہ پر حملہ آور فوج کو مغفرت کی بشارت ہے، ان کے امیر بالاتفاق یزید بن معاویہ تھے اور اسی لشکر میں حضرت حسین، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اگر پہلا حملہ ۴۶ھ میں زیر قیادت حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھا تو حضرت ابوایوب انصاریؓ حصول مغفرت کی اس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سعادت سے کیوں محروم رہے؟

"اور پھر اسی (۸۰) سال سے متجاوز عمر میں یزید بن معاویہ کے لشکر میں شمولیت کی اور ارضِ روم کے قریب ہی بیمار ہوئے اور یزید ان کی تیمار داری کرتا تھا" (اصابہ مطبوعہ، مصر ص ۱/۴۰۵) ...... اور حضرت ابوایوب انصاری کی وصیت کے مطابق یزید بن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (البدایہ: ۸/۵۸)

اور الاستیعاب میں ہے: وكان أبو أيوب الأنصاري مع علي بن أبي طالب في حروب كلها ثم مات بالقسطنطنية في بلاد الروم في زمن معاوية كانت غزاته تحت راية يزيد بن معاوية وهوكان اميرهم يومئذ (الاستیعاب، ص ۱۵۷)

"حضرت ابوایوبؓ انصاری تمام جنگوں میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے پھر ان کی وفات حضرت معاویہؓ کے زمانے میں رومیوں کے ملک قسطنطنیہ میں ہوئی۔ ان کا جہاد یزید بن معاویہ کے جھنڈے تلے تھا، جو اس وقت اُن کا امیر تھا"

روض الانف میں ہے کہ یزید بن معاویہ کی قیادت میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور انہوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے بلادِ روم کے بہت ہی قریب دفن کیا جائے چنانچہ مسلمانوں نے ان کی وصیت کے پیش نظر انہیں بلادِ روم کے قریب دفن کر دیا جب رومیوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تو یزید بن معاویہ نے جواب دیا کہ "ہم پیغمبر اعظم ﷺ کے جلیل القدر صحابی کو دفن کر رہے ہیں۔" تو رومیوں نے کہا: تم کس قدر احمق ہو، کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ ہم تمہارے جانے کے بعد اس کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں بھی جلا دیں گے۔ تو یزید بن معاویہ یہ الفاظ برداشت نہ کر سکا، للکار کر کہا: واللہ العظیم! اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھو سرزمین عرب میں جس قدر گرجے ہیں، ہم ان کو گرا دیں گے اور تمہاری جتنی قبریں ہیں ہم اُن کو اکھاڑ دیں گے۔ یہ جواب سن کر رومیوں نے اپنے دین کی قسمیں اٹھائیں اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر کی حفاظت واحترام کا عہد کیا،

(ملاحظہ ہو: روض الانف شرح ابن ہشام لامام سہیلی طبع قدیم، ص ۲/۲۴۶)

(۴۰) شیعہ مؤرخین نے بھی یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے!

اغانی شیعہ رقم طراز ہے کہ

"جب قیصر روم نے لاش نکال کر جلا دینے کی بات کہی تو یزید یہ توہین آمیز الفاظ برداشت نہ کر سکا۔ فوراً رومیوں پر دھاوا بول دیا اور لشکر کو اِدھر اُدھر پھیر کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ رومیوں کو شکست دے کر شہر کے اندر محصور کر دیا اور قسطنطنیہ کے دروازے کو لوہے کی گرز سے ضربیں لگائیں۔ ان ضربوں کی وجہ سے دروازہ جگہ جگہ سے پھٹ گیا۔" (اغانی شیعہ، ص ۱۶/۳۳)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بلکہ عقد الفرید میں ہے کہ "جس وقت قیصر روم نے یہ الفاظ کہے تو اس وقت امیر یزید نے رومیوں کو للکارا اور کہا کہ "لئن بلغني أنه نُبّش من قبره أو مُثّل به ما تركت بأرض العرب نصرانيا الا قتلته ولا كنيسة إلا هدمتها" (عقد الفرید مطبوعہ مصر ج۲ ص ۱۳۳) (مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے)

امیر یزید کے یہ الفاظ بلا تغیر واختلاف، الاستیعاب ص ۲/۳۸۸، تاریخ التواریخ ص ۴۶/۶، کتاب دوم پر بھی موجود ہیں۔ کیا پورے لشکر اور سالارِ لشکر کی موجودگی میں ایسے الفاظ کوئی معمولی سپاہی یا عہدیدار کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں جبکہ ان الفاظ میں ایک سالارِ لشکر کا طنطنہ اور رعب ودبدبہ کار فرما ہے نیز مشہور شیعہ مؤرخ سید امیر علی نے ہسٹری آف سیریز مطبوعہ لندن ۱۹۸۱ء، ص ۸۴ پر، ابن جریر طبری نے تاریخ الامم والملوک ص ۱۷۳ ج ۴ پر، المسعودی نے التنبيه والاشراف ص ۱۴۰ پر، ابو العلی شاہ محمد کبیر شاہ دانا پوری نے تذکرۃ الکرام مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۷۶ پر اور محرم نامہ ص ۱۱۶ پر تفصیلاً جہادِ قسطنطنیہ کے واقعات لکھے ہیں اور امیر یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے، ان شیعہ سنی مؤرخوں اور مصنفوں کے علاوہ عیسائی مصنفین میں سے پروفیسر ہٹی نے تاریخ عرب میں، ایڈورگبن نے تاریخ عروج وزوال رومۃ الکبریٰ ص ۲۸۶ پر اور بزنطین ایمپائر کے ص ۱۷۰ پر امیر یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے۔

(۲۱) مقامِ یزید بن معاویہ...... امام احمد بن حنبلؒ کی نظر میں

امام احمد بن حنبلؒ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ وقال أحمد بن حنبل لا ينبغي أن يروى عنه (خطبات بخاری ص ۳۸۵) کہ "یزید بن معاویہ سے روایت نہ لی جائے"......

امام احمد بن حنبل کا دین اور پرہیزگاری میں بڑا بلند مقام ہے اور روایات قبول کرنے میں بڑی احتیاط کرتے ہیں۔ بنا بریں امام احمد بن حنبلؒ کی مستند کتاب سے یزید بن معاویہ کی روایت کو نقل کر دینا ہی یزید کی ثقاہت کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ کا قول نقل کیا ہے کہ یزید اپنے خطبہ میں کہا کرتا تھا کہ...... (اس روایت کو قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی مایہ ناز کتاب "العواصم من القواصم" میں بھی درج کیا ہے)

"جب تم میں سے کوئی آدمی بیمار ہو کر قریب المرگ ہو جائے اور پھر تندرست ہو جائے تو وہ غور کرے اس کا جو افضل ترین عمل ہو، اس کو لازم پکڑے، پھر اپنے کسی بدترین [illegible] کو دیکھ کر اسے چھوڑ دے۔"

یزید کا یہ قول نقل کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ یزید کا مقام امام احمد بن حنبلؒ کی نگاہ میں بلند تھا یہاں تک کہ اس (یزید بن معاویہ) کو آپ نے ان زاہد صحابہؓ اور تابعینؒ میں شمار کیا ہے جن کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے اور جن کے وعظ سے لوگ گناہ چھوڑتے ہیں۔ ☆☆☆

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ